اینجانب

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

لو بھئی اینجانب تو انتہا پسندوں و اعتدال پسندوں کا ساتھ چھوڑ اچٹ نہیں سکتے۔ یہ کام بیٹا بھیروں کا ہے۔ اسکی بابت مسند جو عنوان شعر کو بنی ہے۔ اگر بچہ دار کے لئے بند کرنا بھی کے شعر۔ وہ کیا کر قحط و گرانی نے ہمیں ... کیا کس سے دلچسپی رکھیں اور کس کی دلشکنی کریں۔ قحط سالی کا ایسا لیے دل سوگ پڑا ہوا ہے مگر سوگ تو سوگ۔ بہو بیٹی سہاگن کو بھی سوگ ہے کہ الغرض دو دہاں کرنے سے پہلے لیس کر رشتہ بنانے لگتی ہے کیونکہ اس کے لئے تو ۱۲ مہینے۔ سوداں اور پھر سنجر کی بچے بلکانے کے ایام جاری ہیں۔ اس کے نزدیک غریبوں کی فصل کو ع۱ادا ری کی فصل ساوہ ربیع کی فصل کو مرثیہ خوانی کا موسم سمجھا جس طبیل ہے کیا ہے کہ بڑے بڑے لام کے گھروں میں بھوکے پیاسے۔ بچ بچ۔ ہر وقت رٹنے مرنے کو تیار رہتی ہے۔ وہ جو بچتے ہیں وہ بھوکا۔ پٹھان رکٹ کرٹ کے لڑکے ہیں ہندوستانی جوان قحط سالی میں کیوں نہ لڑیں صاحب کے خیال میں تو یہ آتا ہے۔ کہ ہندوستانی اس بے موت مرنے کو تو بہتا سمجھیں اور سرکار کی خیر خواہی اور وفاداری کی سرفت میں سرحد افغانستان کو ہولیں سا تو مرنا اول مرنا۔ کیسے سرہو کر نہ مریں۔ جو نام بھی ہوا اور نالش پر بھی الغیر پھریں۔ بھلا کوئی عقل کی بات ہے۔ کہ اس جاج کہا لے گئے ہیں۔ کہ جہاں صبح و شام گھر والیوں کا منہ آہوں سے دہواں دھار چولھا بنا ہوا ہو اور عمر و الا ہاتھ بچانے کا سلام کی طرح لئے ہوئے اسنچ کا ہاتھ ہو۔ مگر کر دیکھا کریں۔ اور اپنی قسمت کو پیٹا کریں رقعت قسمت کرنے ایسے بھی اندھیرے دہاسے دکھائی دے جاتے ہیں جو ہاتھوں میں کہہ کے بیٹھتے ہیں اور سینہ و پیشانی ایسی کو ستے ہیں۔ جیسے کوئی بچہ ناں کی قیمت دیکھ کو بد کرتا ہے۔ یا دوستوں سے کرتا ہے۔ ہم نے اب تو وہ دن آ گئے کہ عیاشی جام ہو بھی لقمہ ہوکر مالی جو بن گئے۔ کبھی تو جاڑے والیوں سے اکثر سنا جاتا ہے۔
کرشمے ع کسیکا مال لے بھاگا کسیکا شال لے بھاگا ؂

سچ ہے آدمی بے سامان ہو گئے فرعون بے سامان ہو جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہندوستانی جوتوں کا فاقہ زدگی تعجب خیز امر نہیں ہے کیا یہ شکل نہیں بنی کہ انسانوں کی نجاست میں جیسوں کی پالیاں ... بے حس ہیں چوہے بچوں سے کچھ پیار نے سے بھلے چنگے آدمیوں کا ہوش و گوش پران بنکر گھر گھر کو بے ہوش بنا دیتا ہے۔ شہر کا گھر دار گجریوں کے نیچے کی پھانسی کیطرح جو بچوں کی پھانسی لے پھرتا ہے۔ ... اس کو بھی جوان نہیں کرتا کہ جیسا کہ گاؤں ... کے وہی آنکھیں نکالیگا۔ کہتے ہیں کہ بعض شہر و قصبہ و دیہہ میں ایک آدمی نے اس خاص وقت ہی کیا بھی اپنے باپ دادا کا نام ڈبو کر اپنا نام بڑا لیا ہے۔ حضرت ابو بکر سے بڑے بھلے مانس کے گھر پر مفت خورے۔ شور بے چیٹ بھی دکھائی نہیں دیتے جو مفت کی روٹیاں خواہ حاضری کی کیوں نہ ہوں سر جوڑ کے بیٹھ جائیں کیونکہ اس نفسا نفسی کے وقت اور ۲ پاؤ دعوتی سے گئے ہیں بھوکے ننگے لنگوٹی بندوں کو کون در پہ کھڑا ہونے دیتا ہے امیروں کے یہاں تو دہی آ بیگا۔ جوان کا لنگ سنگا ہو یا دان کے لگے بھنگ پہ جگہ پکڑ کی بیچ ہوتی ہے اور وہ بھی ٹھوکر کی سی مگر ایسے۔ ویسے پاس نہیں بھٹک سکے پھر نکال سکیں۔ عمر نے دیکھا نہیں کہ بندروں کی توج کو ایک ٹکڑا بس ہے۔ سرحد پر ابھی سنہ ۱۹ والی جنگ میں بند جو چھوڑے گئے تھے کہ یہ وہ سے باغات کا ناس کریں مگر آفریدی قلندر بھی بڑے صب ہیں کہیں سے لنگوری لاکر چھوڑ گئے۔ مال غنیم کو صرف مال غنیمت ہی سمجھ لینا غنیمت ہے۔ اس سے آگے دشوار ہے۔ جان جوکھوں

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام

کہتے ہیں کہ اب کال بھی سکال کی جون میں آنکلتا ہے۔ یکم جون کی بارش بھی ہندوستان بھر کے نباتات کو ہرا بھرا اور نہال کر دیگی۔ خیر خدا کرے ایسا ہی ہو۔ اس بے رتی بارش سے کم سے کم اتنا تو ہوگا۔ کہ یہ بجلی ہر جنتی پیرا کو جو قحط کی مصیبت سے جان بچانے آگیا ہے بیوہ زمین ہو جانا کچھ مشکل نہیں۔ بولی زمین میں سرنگ ... نہیں کر اینجانب تو بھی کہتے ہیں لکھو دینا یا لگانا بہت آسان ہوگا۔ اس خیر راستہ سے ... ہم نہ پہنچے گا تو تاریخ کا مسئلہ ٹھیک ٹھاک کر لے گا اتفاقی ... ہی جائیگا۔ وہاں جب سب بادی ... چھٹ جانے کے بات کرتا ... کیا دو سر پیا بیٹھا اپنا ... الغرض ... اتفاقی ... کی ...

یارانِ ہم قالب

میری صدائیں ہیں اس شوخ کی ۔ الٰہی یہ جلسہ کہاں جم رہا ہے

بزمِ نشاط

رات کے بارہ بجے ہوں گے۔ شروع تاریخوں کا چاند تھوڑی دیر اپنی ہلکی اور پیلی چاندنی دکھا کر غائب ہو گیا ہے۔ تارے اگرچہ نکلے ہوئے ہیں۔ لیکن موسمی گرد و غبار نے آسمان پر چھا کر ان کی نورانی روشنی کو بھی بالکل ماند اور مدھم کر دیا ہے۔ منیجر صاحب بے فکری سے تو ایسے سوئے ہیں۔ کہ سر کی خبر ہے نہ پاؤں کی سدھ ہے۔ نور نظر حسین۔ البتہ ابھی تک اپنے جان نثاروں کے بازوؤں پر سر رکھے پیار اور محبت کی باتیں کر رہے ہیں۔ گرمی اور اس سے جی بولایا جاتا ہے۔ نازک اور خوبصورت پنکھیاں نازک نازک ہاتھوں میں جلوہ نما ہیں۔ خلوت کی بے حجابیاں بھی کس قدر دلاویز ہیں۔ حسینوں نے شدت گرمی سے گھبرا کر سینے کے دامن کو اٹھا دیا ہے۔ سینوں کو ہوا دے رہی ہیں۔ چاند سی پیشانی پر آیا ہوا گلاب سا پسینہ ریشمی رومال سے پونچھا جاتا ہے۔ بد نصیب آشفتہ مزاج دن بھر کی تھکا ماندہ اور شوریدہ سری سے تنگ آ کر بچھونوں پر پڑے ہیں۔ ہم بھی اس وقت کروٹیں بدل رہے ہیں۔ نیند کا انتظار ہے۔ تصویر بے کسی کی در نگاہ پیش نظر ہے۔ کلیجہ میں دھڑکن ہے۔ دل میں کسک ہے۔ ہاتھ پاؤں میں سنسنی ہے دل اداس ہے

مرکھپ کر اگر نیند ذرا آ بھی جاتی ہے۔ تو پسینہ آبپاشی کر کے جگا دیتا ہے۔ یا اللہ کیا مصیبت ہے۔ کہاں جائیں کیسی بے چینی ہے نہ نیند آتی ہے۔ نہ موت آتی ہے۔ ہم اسی ادھیڑ بن میں تھے۔ کہ ایک دل ہلا دینے والی آواز کان میں آئی۔ کوئی مزے کے ساتھ اس شعر کو مستانہ دھن میں گا رہا ہے ؎

کچے دیتے ہیں ہم سب عجب دلکش بنائے ہیں
کلیجہ تھام لیں ہاتھوں سے جن کے سینے والے ہیں

ادھر شعر کے بول تھے جو ہمارے دل تیر میں ڈوبے ہوئے الفاظ کلیجہ میں اتر گئے۔ ادھر گانے والے کے گلے کی پیاری حرکتیں دل میں چٹکیاں لینے لگیں۔ ہم کبھی اٹھے کبھی بیٹھے۔ کبھی ٹھہرے۔ کبھی چلے۔ کبھی رکے کبھی بڑھے۔ کان آواز پر۔ اللہ تجھے سر پر پاؤں رکھے چلے جا رہے ہیں۔ ڈسٹنٹ بھی ڈر ڈر کے بڑھتے تھے۔ کہ قریب کے مکان سے روشنی کی جھلک دکھائی دی۔ ادھر سے پیاری آواز کانوں کے پردوں سے گزر کر قلب مضطر کو اور بھی تڑپانے لگی۔

گو اضطرابی حالت حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ تاہم جرأت کر کے ٹھہرے اور کان لگا کر سننے لگے۔ واہ واہ کیا حسن مطلع تھا ہر بیت اس کے قابل ہے ؎

ہمیں پروا ہے کیا گر تیغ سے جوہر نکالے ہیں
تمہارے دست و بازو تو ہمارے دیکھے بھالے ہیں

اب تو ہم بھاگ اٹھے۔ تہذیب کو بالائے طاق رکھ دیا۔ آدمیت کو کنارہ کر گئی۔ دن سے مکان کے اندر۔ اور ان کے صحن میں شامیانہ کے برابر یہ مکان نہایت وسیع ہے۔ آدمیوں کا ٹھٹھ لگا ہے۔ اور ایک پر کمال۔ حور چہرہ طوائف۔ ہلکی گلابی پشواز زیب بدن کئے۔ حاضرین جلسہ کے خرمن ہوش پر بجلیاں گرا رہی ہے۔ ہزاروں کا مجمع اور وہ سناٹا کہ سانس لینے کی آواز کا پتہ نہیں۔ جس کو دیکھئے۔ تصویر حیرت ہے۔ کوئی شفق جیسے رنگ پر شیدا ہوا ہے۔ کوئی پتلی اور گوری گردن کو دیکھ دیکھ کر اپنا گلا کاٹنے پر آمادہ ہے۔ کوئی بڑی بڑی اور چڑھی ہوئی آنکھوں کا شیدا ہے۔ کوئی تیغ نگاہ کا گھائل ہے۔ کوئی بل کھاتے گیسو کا گرفتار ہے۔ کوئی ابھرے ہوئے سینہ پر للچائی نظر جمائے چھاتی کو مسلے پڑا ہوا ہے۔ کسی پر تیغ ادا کا وار چل گیا ہے۔ کوئی مصحف رخ کی تلاوت میں مصروف ہے۔ کوئی لب نازک کی جنبش کا مشتاق ہے۔ ہم نے بھی گلچینی جمال میں کسر نہ رکھی۔ ذرا سی دیر میں سر سے پاؤں تک دیکھ ڈالا۔ بعض اعضاء تو البتہ پردے کی روک ٹوک سے محفوظ رہے۔ اللہ کی قدرت ہی قدرت نظر آئی۔ جو بات تھی موزوں۔ جو عضو تھا نور کے سانچے میں ڈھلا ہوا جو ادا تھی۔ دلفریب۔ جو انداز تھا۔ دلکش ؎

سر سے پا تک اک ادا مستانہ چھائی ہوئی
اف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

اس وقت جلسہ جوبن پر تھا۔ کہ یکایک کمرہ میں غل پڑا۔ سیاہ آندھی اٹھی۔ دم زدن میں گھٹا ٹوپ ہو گیا۔ شامیانہ اڑ کر صحن پر آیا۔ اور ہانڈیاں تراق پتراق ٹوٹنے لگیں۔ اور کنول گل ہو گئے۔ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی جلسہ بھر کی جان مع ساز و سامان اپنے قیام گاہ پر پہنچی۔ سایہ کی طرح

ہم بھی دم بخود تھے۔ رعب حسن بات کرنے کی اجازت تو دیتا نہ تھا۔ مگر دل نے کہا ارے اتنا تو پوچھ ہی لیجئے۔ کہئے بی صاحب آپ کا اسم مبارک اور دولت خانہ۔ تھوڑے سے سکوت کے بعد یہ جواب ملا

حسین جتنے ہیں اپنا اسیر کہتے ہیں — ہمیں جہان میں سب بے نظیر کہتے ہیں
ہاں جب آگرہ والوں سے پوچھا سب بولا — وطن ہے خاص مگر اپنا ٹھیرا ابالہ

چلیں خبر نہیں کس جا ہیں ہم کدھر ہیں ہم
معاف کیجئے آندھی سے منتشر ہیں ہم

اسلام عمران چرا کر نظر چرائی ہے ⁂ لٹ گئے۔ کٹ گئے دہائی ہے

بقلم۔ سطر بحر نگار۔ فتح پوری

چٹپٹی غزلچیاں

نہیں نرخ کے ساتی سے انکو کیا باعث — جھکا لیں آنکھیں سوندھی پہ دلکی جو کیا باعث
شبابی کی بری آنکھ دکھاتی تھی نہ دیکھے — مگر وہ سو کھرا اچھو ہوئی مجھ کیا باعث
وہ جو ایک بات بڑی پیار کی تھی کہیں پر — نہیں سمجھا ہو اب خراب کا شو کیا باعث
عزت یا بست قدر تنا ہے یہی رنگ تی کا — ہوتی ہے آنکھ تیری پھول کر تند کیا باعث
دل کی عرض کوئی شاد کہو خوشی پانے ہے — ہمارے یار نے پالا ہے اک ٹکو کیا باعث
بسی چشم کی شاید نظر تجھ کو لگی پیارے — یہ رخ سا ہو ہے چہرہ زرد کیا باعث

پسند آیا نہ دل میں کوئی عشق اسے بیکل
جو پوچھے آپ پڑھنا اسے باشکے بود کیا باعث

دیگر

وصل جبکہ ٹل گیا مطلب — اب نہیں تم سے واسطہ مطلب
کہیں شانہ پڑیں تیرے ورد ہے — کس طرح منہ سے ہو ادا مطلب
وصل میں کیا دعا ہے غور کرو — ایک وہ یقین ہو گیا مطلب
جو غزل لکھے ہے موتی جو — ایسے دہقان سے پڑھ مطلب
ریشہ خطی ہوا ہوں جا جا بھی — انکا خط میرے نام کیا مطلب
وصل پہ ہاتے کل وہ راضی تھی — خیر دشمن نے آ کیا مطلب

پتا دے کے جب اڑے بیکل
کیوں نہ پورا ہو آپ کا مطلب

اور سنو صاحب

وہ سامجھوں مونڈھے پہ یار ہے صاحب — میرے صاحب سوار ہے صاحب

آج چھیڑ دو منھ کو بہر خدا — چار ڈگری بخار ہے صاحب
یار کو میرے پوچھتے کیا ہو — دشمن شکل ہمار ہے صاحب
خوب اس کو شبابی کھلواؤ — یہ پڑی میری مد ہے صاحب
شیخ عماسا اور جامہ میں — مثل لہر وہ جار ہے صاحب
بوسے لیکر کوئی ہے کیا بھا گا — آج کیوں گیر و دار ہے صاحب
دلبیھوہ یا تبیھو کر رہا ہے کھڑا — آپ کا جان نثار ہے صاحب
دام دشمن سے دور ہی رہنا — وہ بڑا ہوشیار ہے صاحب
مدتوں سے لگا ہے شوق نیاز — دل بہت بیقرار ہے صاحب

پوچھتی کیا ہو کون ہے بیکل
آپ کا خاکسار ہے صاحب

بس رہنے دو

نہ مانا وہ مرا بجائی محبت اپنی رہنے دو — گرو سیا ہاسے محصور حفاظت اپنی رہنے دو
نہیں معلوم کس کو عاشق و معشوق کہتے ہیں — ہمارے وصل پر بیجا ندامت اپنی رہنے دو
پتنگ ڈور کو ہم سے نجا۔ دم اپکا الجھا — ابھی مرتے ہو کیوں مجھ سے یہ چاہت اپنی رہنے دو
تمہارے نازو ادا زخم کھا کر شکستہ تیغ — گراں گزرے تو لو بجو نزاکت اپنی رہنے دو
لکھا القاب میں مجھ کو دوست شفیق — سلام ایسی عنایت کو۔ کفایت اپنی رہنے دو
جو رضی بار کی ہی وصل پر بیزار دیکھو — سلام ایسی عنایت کو عنایت اپنی رہنے دو

جو بوسہ اب لیا بیکل تو جانا مار بیٹھوں گا
ہے لعنت ایسی یاری پر طبیعت اپنی رہنے دو

اور سنو

خود بخود کیوں ہے بیقراری آج — کس سے کی ان سے ہمکناری آج
ہیکے آئے ہو تم کنواری آج — گدی کا لوٹے کیا ہماری آج
یکے بھاگا ہے وہ ستاری آج — کہیں سر پہ مدکتی چھاری آج
خیر میرا ابھی دام تک ہے — تھنے کا غیر سے جو یاری آج
کان دو پوں پکڑ کے بیٹھو الجھن — کبھی تو نہ بنی جان ہاری آج

کس کے آنے کی ہے دعا بیکل
جو بنے بیٹھے ہو بچاری آج

بگل کبرائے کی کنڈلیان

میں سوتر کھو ست مند ہوں بگر و تم تا تھ — ڈ و بت ہوں پر بھی رکھو پکڑ و دو لیا تم
پکڑ لو میرا ہاتھ سرن میں سے لو ہی — موہن جھوک گا و اٹھا ہنس نر ناہی کھینچی
کہیں بگل کبرائے دیا ہو جب پر کی
کھا دے اور دیا گے سکھے ہو کی ہی جتنی

اجی ہاں !

نا سکی کے جھل سا پنچ سے و اصل رہو نگو تو — پہلے بہت کو دو کے بچھے سستی ہوئے
پیچھے سستی ہوئے سوگ بن چھوڑ طلب ہوئے — یار وں کو منہ پھیر و ہاں کچی لنگ کھوئے
کہیں بیگل کبرائے ذ دھو کا کھا نا بھیا
کر نہیں بسو اس ۔ ہو گر سو ہنی لنگیا

اجی ہاں !!

پی کے درشن کے تئے سن جو پیتے ہو — ندیا بہت کی اگم ہے وا کو اور چھور
وا کو اور چھور ہند سب کیسے جاون — ہنکھ نہیں من بیکھ میں کس جو مرکے جاؤں
کہیں بیگل کبرائے بیائے رام جی کی ۃ
ڈھونڈ و اب بھی رام جنا کو ئی چیتیسی ۃ

بقلم بیگل دہلوی

ہمارا قہقہا

قہ قہ ۔ قہ ۔ قہ ۔ قہ ۔ اے ہے جو خوش ۔ قہ قہ ۔ قہ ۔ اسے کیا خوب ۔ قہ قہ قہ اسے سبحان اللہ ۔ قہ قہ قہ یا اللہ تو بہ ۔ قہ قہ قہ ۔ خدا کی پناہ ۔ قہ ۔ قہ قہ خدائی مار خدائی مار ۔ اے یار ۔ قہ قہ قہ ۔

کیا کہیں کچھ کہا نہیں جاتا — چپ رہیں تو رہا نہیں جاتا
ہاں دوست ہاں ۔ لیکن قہ قہ قہ ۔ بھیا تم ہو کون ارے قہ قہ قہ کیا تمہارا اسم شریف قہ قہ ہے ۔ نہیں نہیں ۔ مگر قہ قہ قہ ۔ تو بہ استغفار قہ یا اللہ تو بہ ۔ پھر انہوں نے نہ کام مجھے ۔ ارے مجھ سے بڑے دوست کیا ؟ نہیں لیکن عقیدہ اساو بھی تجس بے دو ۔ قہ قہ ۔ قہ قہ ۔ قہ ۔ قہ ۔ قہ ۔ بھی ہنسنے والے ہنسی کو روک دیں ۔ مگر ممکن ہو

تو اوک دیں ۔ ورنہ میرا سلام لیں ۔ اور پھر تنہائی میں بیٹھ کر خوب ہنسیں پچھا بس بیجئے اور یہی اٹی بھری ہی تقریر کو ہ والے طاق رکھیے ۔ اور پہلے ہنسی کا ماجرا بیان کیجئے ۔ ورنہ ہمیں کبھی ہنسی آتی ہے ۔ نہیں پیارے ہنسی کو روکو ۔ اور جلد سنو ۔ کہ میں بہت جلدی میں آیا ہوں ۔ اور بہت جلدی چلا جاؤں گا ۔ نہیں تو تم جانتے ہو ۔ ہاں جانتے کیا پہچانتے ہو ۔ ہاں پہچانتے ہیں ۔ ضلع جانتے ہو ۔ ہاں آرہ ۔ مقام جانتے ہو ۔ ہاں سمستام ۔ نہیں نہیں تو یہ سہسرام ۔ تو پھر مطلب کیا ۔ ارے یار آجکل وہاں شاعری کا زور شور ہے ۔ شاعروں میں افضال صاحب نرگس سہسرامی اور سے بھی نرگس ۔ ہاں یاد نرگس ۔ دوست ہیں ان کے تو نام نامی سے واقف ہوں ۔ لیکن کوئی کلام سننے میں نہیں آیا ۔ بیجئے سنئے

غزل نرگس سہسرامی

فصل گل میں پر کر نہ بلبل ناشاد کا — یا الٰہی یہ بہی ظلم ہے صیاد کا
بے ستوں سے ستون توڑ نہیں فرہاد کا — نہ رہے جا ری ہے پانی جوئے فولاد کا
نہر ہے غنچے کے منہ پر نا طقہ یہاں ہر ہم ہے — کون یہ سال حال ہے بلبل ناشاد کا
آسمان پر دوستوں کے شفق پھر گئی نہیں — بعد مرنے پر رنگ لایا خون جو فرہاد کا
گل گریباں چاک ہے اور طائر ناشاد ہے — تیغ ہو رہے ہیں چمن میں بلبل ناشاد کا
عشق شیریں میں کوئی بھولا نقدیر ہی کی — بیستون سے دل مرا نکلا تھا دل فرہاد کا
تیرا ہر شعر نرگس قابل تحسین ہے
واہ کیا کہنا ۔ کرم فیض ہے استاد کا

چھینٹے چھکے

اڈیٹر ہیلی مدراس سے فرماتے ہیں کہ دو قومی اتحاد کے لئے مشترکہ زبان کا لازم ضروری ہے " ہم مانتے ہیں واقعی ٹھیک ہے ۔ لیکن بہا لو یہ بات کی بھی خبر ہے ۔ مشترکہ زبان ہے اردو ۔ لیکن لوگ نہیں مانتے ہیں ۔ اب ۔ ہاں اگر وہ مدراس کچھ کر کرا کہیں تو بسم اللہ ۔ ہم بنا دیجئے آپ آیئے ۔ مرادی کو دیکھئے لیکن دیہان ۔ تو جانتے ۔ لیجئے ہم بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ جو امر دیں جس سے اپنے دشمن کو کسی طرح نیا دکھا دیں خواہ مطلب ہو کہ پاری میں چال ۔ جھوٹ مکاری پر تنا ہو سے سیا ہی پولیٹکل دھوکا اڑ چھانے کی ضرورت ہو وہ خوب و پالیٹکس ۔ اور پولیٹیکل چالیں کہتے ہیں ۔ مرزا عقیل کہتا ہے آپ ہی سمجھے